بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده ، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده ، وعلى آله وصحبه وتبعه ، أما بعد

ہمارے بدن میں جو حیثیت روح کی ہے وہی حیثیت ہمارے دین میں عقیدے کی ہے۔ جیسے روح کے بغیر بدن بے کار ہے، ایسے ہی صحیح عقیدے کے بغیر عمل کا فائدہ نہیں۔ صحیح عقائد پر مضبوطی سے قائم رہنا دین کا پہلا سبق ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ "رفع و نزول حضرت عیسی علیہ السلام "کا بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے، حضرت عیسی علیہ السلام کو، زندہ آسمان پر اٹھالیا (یعنی جسد مع الروح) اور آپ علیہ السلام قیامت کے قریب دوبارہ تشریف لائیں گے۔

(نبی اکرم ﷺ کے خاتم النبیین اور آخر النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص عہدۂ نبوت پر فائز نہ ہوگا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ سے پہلے جس کو نبوت عطا ہو چکی ہے ان کی نبوت سلب ہو جائے گی، یا ان میں سے کوئی اس عالم میں پھر نہیں آسکتا۔ البتہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو بھی آپ ﷺ کی امت میں اصلاح و تبلیغ کے لیے آئے گا وہ اپنے منصب نبوت پر قائم رہتے ہوئے اس امت میں اصلاح کی خدمت آنحضرت ﷺ کی تعلیمات ہی کے تابع انجام دے گا۔ تو حضرت عیسی علیہ السلام جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو اسوقت بھی وصف نبوت سے متصف ہوں گے، لیکن مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں آپ علیہ السلام کا دوبارہ تشریف لانا رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کے خلاف نہیں۔ مأخذہ: معارف القرآن: 7/164، عقائد اسلام: ص49)

چونکہ اس اہم عقیدے کے گرد شبہات کی گرد اڑا کر اسے دھندلانے، بلکہ مٹانے کی کوشش کی گئی ہے، لہٰذا علمائے حق نے اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے تقریرا اور تحریرا، ان شبہات کے شافی جوابات دیے ہیں۔ اسی مبارک سلسلے کی ایک کڑی زیر نظر کتاب بھی ہے، جو بندہ کے محترم دوست بلکہ محسن، مولانا منیر احمد علوی حفظہ اللہ کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ حضرت مولانا جس محنت اور جانفشانی سے تحفظ ختم نبوت کے عظیم فریضے کو اپنی زندگی کا محور و مرکز بنائے ہوئے ہیں، وہ یقینا ہم سب کے لیے قابل رشک ہے۔ حضرت نے جب تقریظ لکھنے کا ارشاد فرمایا تو بندہ نے جوابا عرض کیا تھا "میں نہ تین میں نہ تیرہ میں"! میرے تقریظ لکھنے سے کیا فائدہ؟ لیکن آنجناب کا اصرار تھا کہ نہیں، تم ضرور کچھ لکھو۔ چنانچہ تعمیل حکم میں بندہ نے پوری کتاب پڑھی ہے۔ کتاب میں اس موضوع کے اہم گوشوں کا احاطہ کیا گیا ہے، اور عام طور پر پیش آنیوالے شبہات کے جوابات ذکر کیے گئے ہیں۔ زبان عام فہم اور اسلوب شگفتہ ہے۔ کہیں کہیں طنز اور ظرافت کی شوخی جھلکتی ہے۔ کتاب اس موضوع پر گفتگو کی تیاری کے لیے بھی بہت مفید ہے، اور شبہات کی دلدل میں پھنسے ہوؤں کے لیے بھی بہت کام کی ہے۔ کتاب کی افادیت مزید بڑھانے کے لیے کچھ گزارشات بھی حضرت کی خدمت میں عرض کر دی ہیں۔ بندہ کی دل سے دعا ہے کہ اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں اور اسے نافع بنائیں۔ ایں دعا از من و جملہ جہاں آمین باد۔

اب آخر میں مناسب ہے کہ اس عقیدے کے بارے میں جو شبہات پیش کیے جاتے ہیں، ان کا مع جوابات جامع خلاصہ پیش کر دیا جائے، تاکہ قارئین کو اجمال قبل التفصیل کا فائدہ ہو۔ یہ خلاصہ حضرت تھانوی قدس سرہ نے ذکر فرمایا ہے، جو بین القوسین تشریحی کلمات کے اضافے کے ساتھ پیش خدمت ہے۔ حضرت فرماتے ہیں:

"**تنبیہ ضروری:** تقریرِ تفسیر سے، (یعنی سورہ آل عمران کی آیت 54، 55 کی تفسیر سے، جو پیچھے گزری) بعض ان لوگوں کی غلطی ظاہر ہوگئی، جو آجکل بلادلیل دعوی کرتے ہیں، کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور آپ مدفون ہوگئے اور پھر قیامت کے قریب تشریف نہ لائیں گے۔ اور اس بناء پر جو احادیث عیسی علیہ السلام کی تشریف آوری کے متعلق آئی ہیں ان میں تحریف کی ہے، کہ مراد اس سے مثیل عیسی ہے، اور پھر اس مثیل کا مصداق اپنے کو قرار دیا ہے۔

اور مبنٰی اس مدعی کے کل شبہات کا دو امر ہیں۔ ایک نقلی اور دوسرا عقلی۔ نقلی یہ کہ حق تعالی نے آپ (یعنی عیسی علیہ السلام) کے بارہ میں لفظ "متوفیک" فرمایا ہے۔ عقلی یہ کہ جسد عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے، اور اس بنا پر قصہ معراج میں تاویل کی ہے۔

نقلی دلیل کا جواب ظاہر ہو گیا کہ اگر متوفیک کے معنی وفات کے بھی لیے جائیں تب بھی یہ وعدہ باعتبار وقت نزول من السماء ہے۔ (یعنی جب دوبارہ تشریف لائیں گے، تب اپنی طبعی عمر پوری کر کے وفات پائیں گے) اس سے وقوع موت کا، یا نفی رفع یا حیات فی الحال کی، لازم نہیں آتی۔ (یعنی مستقبل میں حضرت عیسی علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لا کر اپنی طبعی عمر پوری کر کے وفات پانے سے، یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ علیہ السلام پر ماضی میں موت واقع ہو چکی ہے، اور نہ ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ

آپ علیہ السلام آسمان پر نہیں اٹھائے گئے، اور نہ ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام فی الحال زندہ نہیں ہیں۔) اور دوسرے دلائل سے رفع وحیات ثابت ہے، پس اس کا قائل ہونا واجب ہے۔ رفع تو آیت رفعہ اللہ الیہ (النساء:158) سے، جو اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے نص ہے رفع مع الجسد میں، اور بلا تعذر معنی حقیقی کے مجازی لینا ممتنع ہے، اور دلیل تعذر مفقود ہے۔ اور حیات احادیث واجماع سے ثابت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ارشاد ہے: ان عیسی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ اوردہ السیوطی فی الدر المنثور، واخرج ابن کثیر (فی) آل عمران و قال ان ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا احمد بن عبد الرحمن حدثنا عبد اللہ بن ابی جعفر عن ابیہ حدثنا الربیع بن انس عن الحسن الخ فذکر اثرا عنہ ثم قال قال رسول اللہ ﷺ للیہود ان عیسی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ وذکرہ فی النساء من طریق آخر موقوفا علیہ فہو مرفوع وموقوف عند الحسن وعلیہ وکذا اخرجہ ابن جریر مرفوعا عنہ کذا فی رسالۃ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح۔ (ص 61) اور اجماع نہایت ظاہر ہے کہ کسی مستند عالم سے سلفا وخلفا اس کے خلاف منقول نہیں۔

اور اگر (متوفیک میں) وفات کے معنی نہ لیے جائیں، جیسے اور علماء اس طرف گئے ہیں کہ توفی کے معنی پورا لے لینے کے ہیں۔ مراد اس سے یہ کہ میں تم کو آسمان پر پورا یعنی مع الجسد لے لوں گا، تو جواب میں استدلال کی (یعنی منکرین حیات عیسی علیہ السلام کے استدلال کی) بنا ہی منہدم ہو جائے گی۔ (یعنی جب مع الجسد گئے ہیں تو وفات ثابت نہ ہوئی۔)

یا (متوفیک میں) وفات کے معنی لیں اور بعد حیات رفع کے قائل ہوں، جیسا بعض اس طرف گئے ہیں، تو بھی حیات فی الحال کی نفی لازم نہیں آتی۔ (الحاصل اس آیت کی تین تفسیریں ہیں، اور ان میں سے کسی بھی تفسیر کی بنا پر بھی منکرین حیات عیسی علیہ السلام کا دعوی ثابت نہیں ہوتا۔)

اور عقلی دلیل کے جواب کے لیے ان اللہ علی کل شیئ قدیر کافی ہے، البتہ جو امور ممتنع بالذات ہیں وہ عموم شیئ سے مستثنی ہیں، یا جو ممتنع شرعا ہیں ان کا عدم وقوع یقینی ہے اور رفع الجسد کا امتناع، نہ ثابت ہوا اور نہ ثابت ہو سکے، پس دعوی مدعی کا محض باطل اور گمراہی ہے، اور تحریف احادیث کی بناء الفاسد علی الفاسد ہے۔ پھر تعیین مصداق (یعنی یہ کہنا کہ مثیل مسیح میں ہوں)، ترجیح بلا مرجح ہے، کیا دوسرا شخص ایسے مثیل ہونے کا اپنے لیے دعوی نہیں کر سکتا؟

یہ تقریر اس مبحث میں اجمالی ہے مگر ان شاء اللہ تعالی کافی ہے۔ اور مفصل بحث میں بہت سے رسالے اور کتابیں ہمارے زمانے کے علماء اہل حق نے شائع فرما دیے ہیں۔ (اور اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی زیر نظر کتاب بھی ہے)۔ اگر شوق ہو مطالعہ فرمایا جائے، لیکن ذہین آدمی اس اجمالی تقریر سے سب شبہات کا جواب سمجھ سکتا ہے۔ (بیان القرآن: 2/ 23،24، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، سن ندارد)

محمد طارق محمود عفی عنہ
متخصص فی الحدیث، متخصص فی الفقہ والافتاء
مدرس ومعین مفتی جامعہ عبد اللہ بن عمر، لاہور
15 شعبان 1441ھ
9 اپریل 2020م